رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چو گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا ہمی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر [illegible] قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ راگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

خدا کی تازہ وحی

۲۳ راگست ۱۹۰۷ء - ۱- اِنَّ الَّذِینَ کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ سینا لھم غضب من ربھم

ترجمہ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور خدا تعالیٰ کے راہ سے روکا ان کو ان کے رب سے غضب پہونچے گا

۲- یومَ تأتی السماءُ بدخانٍ مبین

ترجمہ - جسدن آسمان کھلے طور پر دہواں لاوے گا۔

۳- ان خبر رسول اللہ واقع

ترجمہ - اللہ کے رسول نے جو خبر دی تہی وہ واقع ہونیوالی ہے

۴- لا تحزن اِنَّ اللہ معنا۔

ترجمہ - غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۵- اِنَّ ربّی کریمٌ قریبٌ

ترجمہ تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے

۶- اِنّہ فضل ربّی - انہ کان بی حفیا۔

ترجمہ - میرے رب نے فضل کیا وہ مجہپر مہربان ہے

۷- اِنّی معک یا ابراھیم

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم۔

۸- لا تخف صدقت قولی۔

ترجمہ - تو کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچا کر دکھاؤ یا یعنی سچی کرکے دکھاؤنگا۔

۲۷ راگست ۱۹۰۷ء - صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں ان کی نسبت آج الہام ہوا

قبول ہو گئی - نو دن کا بخار ٹوٹ گیا

یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے یہ ٹہیک طور پر یاد نہیں رہا کہ کسدن بخار شروع ہوا تہا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی اور نویں دن تپ کے ٹوٹ جانیکی خوشخبری پیش از وقت عطا کی ہے نویں دن کی تصریح نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جسدن سے شروع ہوئی وہ ابتدا مرض کا ہوگا - واللہ اعلم بالصواب۔

ہندو مسلمانوں کے تعلقات

(ابزرور سے ترجمہ کیا گیا)

جب سے مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ ہندوؤں نے کبھی ان کے ساتھ کامل دوستی کا برتاؤ نہیں کیا۔ مسلمان فرمانرواؤں نے بہت کوشش کی کہ اُن کے دل سے بیگانگت کے خیال کو جو محکوم قوموں کے دل میں قدرتاً جاگزین ہوتا ہے دور کریں۔ لیکن ہندوؤں کی سوشل سسٹم کی بندشوں اور اسی قسم کے دیگر اسباب نے اُنکی اس کوشش کو کلی طور پر بار آور نہ ہونے دیا۔ بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگریزی حکومت سے پہلے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اگر مخلصانہ نہ تھے تو معاندانہ بھی نہیں رہتے تھے۔ ہندو تمام اجنبیوں کو جو اُن کے ہم قوم و ہم مذہب نہ ہوں نظر غیریت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دونوں قومیں امن و عافیت سے بسر کرتی تھیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت اور تہواروں میں شریک ہوتی تھیں۔ ملک میں چاروں طرف یہی حالت تھی۔ اور اب بھی کئی گاؤں میں جہاں نئے دنیائی جوش کا اثر نہیں پہنچا یہی حالت ہے۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انگریزی حکومت کے دوران میں ہندوستان کی ان دو عظیم الشان قوموں کے باہمی تعلقات میں نہایت ناگوار تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ اب ان اپنے حقوق کی نگہداشت کے خیال سے دونوں میں رقابت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ناواقف یا مفسدہ پرداز مورخوں نے ہندوستان کی جو تاریخیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس منافرت کو ترقی دینے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ لیکن اصلی تفرقہ اُس وقت سے شروع ہوا جبکہ مسلمانوں نے سر سید مرحوم کی مصلحت پر کار بند ہو کر عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ مرحوم کی زندگی میں اکثر مسلمانوں نے اُنکے مذہبی خیالات کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور انہیں بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ چنانچہ اسی بنا پر اکثر علماؤں نے اُنکی تعلیمی پالیسی اور علی گڑھ کالج کی بھی سخت مخالفت کی لیکن اُنکے پولیٹیکل خیالات کو عام مسلمانوں نے پسند کیا کہ اُنہی مخالفوں میں سے بعض تو اُن کے نہایت زبردست مؤید اور دست و بازو ثابت ہوئے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے مسلمان پہلے کانگریس والوں کے ہندو مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسلئے ان کا عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کسی قسم کی ریا یا نفاق پر مبنی نہ تھا بلکہ ایک قدرتی امر تھا لیکن اس سے ہندوؤں کے بغض و عناد کی آگ اور بھی مشتعل ہو گئی۔ مسلمانوں کو چاپلوس۔ خوشامدی ابن الوقت اور طرح طرح کے خطاب دیئے گئے اور زبان کا مسئلہ چھیڑ کر ان کو اپنے سے الگ کرنے کی سخت زور سے کوشش کی گئی۔ اس اندھا دھند کوشش میں انہیں یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ اس مفسدانہ تحریک کا اثر بالآخر خود ان کے اپنے حق میں بھی مضر ثابت ہو گا۔ سر سید کی زندگی میں تو انہیں کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اُنکی وفات کے بعد اس تحریک نے اردو ہندی کے مسئلہ کی صورت میں تمام ہندوستان میں تہلکہ برپا کر دیا۔ اور صوبجات متحدہ میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد پنجاب میں پنجابی زبان کا مسئلہ چھیڑ نے سے یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور بھی کشیدہ ہو گئے۔ تقسیم بنگال کا حال سب کو معلوم ہے۔ بنگالیوں نے محض خود غرضی سے اسکی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے تحفظ حقوق کے خیال سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اسکی تائید کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے ایک ایسے حصہ میں جہاں مدتوں سے مغایرانہ خیالات دونوں قوموں کے باہمی تعلقات کو سخت صدمہ پہنچا رہے تھے تعلقات کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور جستجو مسلمانوں کے ساتھ پورے زور سے دشمنی کے اظہار یہ ہے کہ وہ حال کی ایکسٹریمسٹ ایجی ٹیشن میں عدم شرکت تحریک ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں ناحق فتنہ و فساد وقت کے خلاف تمرد وانہ ایجی ٹیشن برپا کرنا مذہباً ممنوع ہے انہیں اس کے دنیوی اور اُخروی بُرے نتائج سے اس نصیحت پر کاربند ہو کر حکام وقت کے خلاف ہر قسم کے رہے لیکن جیسا کہ توقع تھی مفسدہ پرداز ایجی ٹیشن جلاوطنی اور گرفتاری کی صورت میں اپنے کیفر کردار کو علیحدگی کا باعث وہ پہلے ہی بدظن ہو رہے تھے۔ مگر ان غیظ و غضب کا جوش حد تک پہنچ گیا۔ کھلے طور پر تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے رہے۔ لیکن اندر ہی اندر وہ اس کا خمیازہ میں مسلمانوں کی سرکاری ملازمت میں شدید نقصان پہنچا رہے ہیں اور پوشیدہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ سروس میں ہندوؤں کی بہت کثرت اور اسطرح انکو بکسیں دیئے بیس مسلمان ملازموں پر ظلم توڑنے کا خاطر خواہ موقع ملتا ہے۔ ایسے موقعوں سے آجکل پورا پورا فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے انکو طرح طرح سے تنگ کیا جاتا ہے۔ بلا ضرورت تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور خفیف وجوہات بلا قصور پر انکو جرمانہ۔ تنزلی۔ یا موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ وہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے گورنمنٹ کی تائید اور حمایت کی۔ لیکن گورنمنٹ نے اُن کے اس فعل کو بنظر استحسان دیکھنے سے زیادہ اُن کے حقوق کی نگہداشت کے بارہ میں کسی قسم کی کارروائی نہ کی۔ حالانکہ وہ فریق جس نے گورنمنٹ کی مخالفت کی تھی بدستور سابق دفتروں میں برسر اقتدار ہے مسلمان عجیب مخمصہ میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اس نامعقول ایجی ٹیشن میں ہندوؤں کا ساتھ دیتے تو یقیناً انہیں اس کا سب سے زیادہ خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ عدم شرکت کی حالت میں بھی وہ سخت سزا بھگت رہے ہیں اگرچہ یہ سزا ہندوؤں کیطرف سے ہے ہم کوئی خیالی واقعات یا حالات کا نقشہ نہیں پیش کر رہے۔

ہندوؤں کی اس جدید جابرانہ پالیسی کا اثر پہلے ہی سے مسلمان محسوس کر رہے ہیں اور ابھی آیندہ انہیں اسکے متعلق نہایت فکر و اندیشہ لاحق ہو رہا ہے پیسہ اخبار نے اپنے ایک نامہ نگار کی چٹھی چھاپی ہے جسمیں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جو حقیقی واقعات پر مبنی ہونے کے علاوہ اسلامی پبلک کی عام رائے کا آئینہ ہے۔ اس موقعہ پر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی امداد کرے۔ اُن کا بڑا قصور یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے بیوفائی نہیں کی۔ کیا گورنمنٹ انہیں بابوؤں کے دست تظلم سے نہیں بچا سکتی؟ اس کا علاج نہایت سہل ہے اور وہ یہ ہے کہ تقسیم ملازمت میں تناسب کا کافی اور مناسب لحاظ رکھا جائے اور جو افسر دفتروں میں مسلمانوں کو ناحق تکلیف دیں انہیں عبرت بخش سزائیں دیجائیں۔ اس بارہ میں مسلمانوں کی شکایتیں روز مرہ بڑھ رہی ہیں۔ اور وقت ہے کہ گورنمنٹ اُن کے رفع کیطرف توجہ کرے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ مسلمان اپنی وفاداری کی وجہ سے نقصان نہ اٹھائیں۔

حضرت حکیم الامۃ کی نوٹ بک کا ایک ورق

وقتاً فوقتاً سعی کی جائے گی کہ حضرت حکیم الامۃ کی اپنی بیاض میں سے کچھ باتیں نذر ناظرین کی جاویں اس سے پہلے ایک عرصہ تک حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات کا کالم الحکم میں کہلا رہا ہے اور اب انشاء اللہ العزیز مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت آپ کے ارشادات درج ہوا کریں گے۔ ایڈیٹر

معراج نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جہاں تک میرا علم تجربہ اور ایمان یقین دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت روح اور جسم دونوں کا اس میں دخل تھا کیونکہ صرف روح بدوں جسم کے کوئی علم حاصل نہیں کر سکتا اور جسم بدوں روح کے کوئی عمل نہیں کر سکتا۔

اہل اللہ قیامت ہوتے ہیں بعض اہل اللہ ہی قیامت ہوتے ہیں جن سے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اور اظہار مافی الضمیر ہو جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے آپ نے کیا حاصل کیا ایک شخص نے حضرت حکیم الامۃ سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر کے کیا فائدہ حاصل کیا؟ جواب میں فرمایا یہ

دنیا سے سرد مہری۔ رضا بالقضا کا ابتدا۔ اخلاص۔ فہم قرآن میں بین ترقی طول امل سے تنفر۔ اور المنکر سے بحمد اللہ حفاظت۔ فتن دجال سے بحمد اللہ حفاظت تامہ۔ کبر کسل کذب عجز کفر جبن سے امن تامہ

قرب الٰہی کیلئے نہایت ضروری ہے ۱۔ اتباع نبی کریم کی جاوے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

۲۔ کبر اور کسل سے کلی اجتناب۔ ومن عند اللہ یستکبرون عن عبادۃ

۳۔ استغفار و استقلال کے ساتھ درود شریف

(ا) استغفروا ثم توبوا۔ (ایڈیٹر)

(ب) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔

(ج) یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (ایڈیٹر)

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟ ۱۔ بار بار تہجد پڑھے تا کہ بار بار عرض کا موقعہ ملے ۲۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے

۳۔ پورے ابال اور جوش سے۔ ۴۔ خلوت

رمضان میں گریہ۔ خشیت۔ دعا۔ مذامین تغیر کرو تا کہ آسمان سے تمہارے لئے پرکات کا نزول ہو میرے نزدیک ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم دلیل ہے بڑا بدنصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیر نہ پایا

رمضان کے دن میں کیا کرے؟ سب وشتم۔ غیبت۔ لغو۔ بدنظری اور کثرت کلام سے بچے وتواصو بالحق پر رہے۔

منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھے۔

جوئندہ یابندہ۔ دعا۔ توبہ نصوح کرے۔

خدا تعالیٰ پر حکیم الامۃ کا ایمان اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر میرا بھروسہ ایسا ہے کہ الہام کشف اور رؤیا اور انکا تواتر جو یقین تام کا موجب ہو اور میں قسم کھالوں تو اللہ تعالیٰ کو اگر زمین کا تختہ الٹنا پڑے تو الٹ دے

طلب اور طبیب طلب میں اضطراب دعا توجہ الی اللہ اخلاص۔ تضرع اور اپنی کم علمی۔ کم فہمی سمجھنے کا خوب موقعہ ملتا ہے اس لئے علاج کی جستجو میں الہام الٰہی ہی ہو جاتا ہے۔ اگر تقویٰ۔ رحم۔ فکر۔ اسباب و علامات کی جستجو جو ضروری ہے ساتھ مل جاویں تو موجب نجات ہے اور ایک ہی علاج دین میں اور ایک ہی دنیا کے لئے کفایت کر جاتا ہے

قرآن کریم نے اس علم کے اصول پر عملاً اور خاتم الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عملاً توجہ دلائی بڑے بڑے ڈاکٹروں میں معالج بننا معیوب نہیں وہ خود پسندی کے باعث پیچھے اور منکسر متوجہ الی اللہ آگے نکل جاتا ہے۔

طبیب اگر کامیابی تک نہ پہونچے تو مت گھبراوے کیونکہ طبیب کا کام تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں بلکہ ہمدردی اور غمخواری

انسان بنادات نباتات اور حیوانات کیطرح بےفکر اور کھانیوالا نہیں بنایا گیا

تفکر۔ فکر۔ تردد۔ تردد۔ تردد کرو

مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر ارتکاب معاصی نہیں ہوتا اسلامیوں نے تشریح کی طرف کم توجہ کی ہے لیکن فکر سے اتنا کام لیا ہے کہ ان کے لاعلاج ابتک لاعلاج ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پرانا خط حضرت حکیم الامۃ کے نام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت جل جلالہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بےخبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے) اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کی انوار دکھائی دیتے ہیں دکھاوے (۸ر مارچ سنہ ۱۸۸۵ء)

فلاسفر اور ملہم میں فرق عقل کو کافی سمجھنے والا اور نیچر کا محقق اللہ پر اس کی ربانیت کا احسان کرتا ہے بخلاف اس کے ملہم اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا ہے۔

لوگ دنیوی ترقی کو مقصود بالذات بنائی مگر ضروری غیر محدود ترقی سے بے پرواہیں

لوگ دنیوی آرام کے لئے جان دینے کو طیار ہیں مگر آخرت کیلئے کاہل و سست ہیں

لوگ اگر ان کے والدین کو کوئی گالی دیوے انکی حقارت کرے تو آگ بگولا ہو کر کیا نہیں کرتے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق گالیاں سنکر کہتے ہیں بکنے دو احمق ہے

لوگ ایک انجمن کا نام فرضی رکھتے ہیں اور اس کے کاموں میں عزت۔ فخر۔ خوشی وغیرہ وغیرہ یقین کرتے ہیں مگر تعجب کہ قرآن مجید جیسی نور۔ رحمت۔ فضل۔ روح۔ ہدایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو آگ ہو جاتے ہیں۔

مدہی کو انسان بدی مانتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کبھی نجات پاوے مگر اعتقاد فاسدہ کو برا نہیں جانتا اس لئے اس سے امید نجات کیونکر ہو۔

آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصانیف میں سے ایسے ایسے نکات اور معارف بیان ہوئے ہیں جو بالکل اچھوتے ہیں اور اردو دان دنیا ان سے محض ناواقف ہے اس لئے وقتاً فوقتاً ان میں سے بعض کا ترجمہ الحکم میں ہوتا رہے گا بحولہ تعالیٰ۔ یہ مضمون خطبہ الہامیہ کے ایک حاشیہ کا ترجمہ ہے

ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس لئے پیدا کیا تا وہ لوگوں کو عدم سے وجود اور وحدت سے کثرت کیطرف لائے اور پھر انکی کئی شاخیں پھیلے۔ فرقے اور گروہ بنا دیئے تاکہ وہ اپنی قدرت کی نیرنگیاں دکھائے۔ اور ان کو آزمائے کہ کون انمیں نیک اور پسندیدہ کام کرتا ہے اور کون ہے جو سابق بالخیرات ہے اور آدم کو اپنے اس اسم کا مظہر ٹھہرایا جو پیدائش عالم کا موجب اور مبدا ہے یعنی اسم الاوّل کا جیساکہ خود اس نے کتاب مبین میں فرمایا

ھو الاوّل

اور چونکہ اوّلیت اپنے مابعد کو چاہتی ہے اس لئے نفس آدم نے بہت سے مردوں اور عورتوں کا تقاضا کیا۔ پس امر الٰہی نازل ہوا اور مرد اور عورت بڑھ گئے اور زمین مخلوقات سے بھر گئی پھر ان پر مدت دراز گذری اور ان کے خیالات اور گروہوں میں کثرت ہوئی۔ اور انکی خواہشیں اور آرزوئیں ایک دوسرے سے جدا ہوگئیں اور اکثر ان میں سے فاسق فاجر ہوگئے۔ اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور فسق دسرکشی میں تجاوز کرگئے اور زورآور نے کمزور کو کھا جانا چاہا اسی طرح جیسے ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھا جاتا ہے اور وہ غافل ہوگئے یہاں تک کہ ان میں وہ تمام مواد گمراہی کے جمع ہوگئے جو مسیح موعود کے زمانہ کے مقتضی تھے اور ہر ایک قسم کی مصیبت اسلام پر نازل ہوئی اور وہ زندہ درگور ہوگیا اور دن اپنی حد کو پہونچ گئے اور اندھیری راتوں کیطرح ہوگئے اور زمانہ نے

آخری جنگ[1] کا تقاضا کیا

[1] حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے یہ مقدر کیا تھا کہ شیطان اور انسان کے درمیان دو مرتبہ سخت جنگ واقع ہوگی ایکبار ابتدائی زمانہ میں اور دوسری مرتبہ انتہائی زمانہ میں۔ جب پہلے وعدہ کا ذکر آیا تو شیطان نے جو پرانا سانپ ہے حوا کو بہکایا اور آدم کو جنت سے نکالدیا اور ابلیس اپنی مرادوں کا میاب وغالب ہوا۔ اور جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا تو خداتعالےٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم کو ابلیس اور اس کے لشکر پر غلبہ دی۔ اور اس دجال یعنی ابلیس کو اپنی تلوار سے مارنا چاہا پس مسیح موعود کو جو معناً آدم ہے پیدا کیا تاکہ وہ اس سانپ کا سر کچل ڈالے اور جہاں اس نے برائی اور سرکشی کی ہے وہاں سے اس کا استیصال کرے اس لحاظ سے مسیح موعود کا آنا ضروری تھا۔ تاکہ آخر زمانہ میں آدم کو فتح ہو اور یہ خداتعالیٰ کا وعدہ تھا جو ہو کر رہنے والا تھا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اس فتح عظیم اور اس دجال قدیم یعنے شیطان کے قتل کیطرف قرآن کریم میں اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا

انک من المنظرین

یعنی تیری پوری ہلاکت اور استیصال نہ ہوگا مگر آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا یعنے ہر قسم کا شرک، کفر، فسق تو لوگوں سے کراتا ہے وہ اس وقت نہ رہیگا۔ اگر عاقل ہو تو سمجھ جاؤ۔ منہ

پس خداتعالیٰ نے اس جنگ کے لئے اپنے مسیح کو بھیجا ہے تاکہ وہ کفر کی تاریکی کو دور کرے۔ اور مشرکوں اور خدا اور اس کے بندوں کے حقوق شناخت نکرنے والوں کو دلایل قویہ اور براہین ساطعہ سے ہلاک کرے۔ اور

سیف و سنان کا جنگ[2] موقوف کرے

اور لوگوں کو اتحاد و اتفاق و یگانگت کیطرف رجوع دلائے۔ اور مخالفت اور جھگڑے کو مٹائے پس اس مقام سے ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ ان صفات میں

آدم کے مقابل ہے

جیساکہ ایک ضد کا مقابلہ دوسری ضد سے خواص و تاثیرات میں ہوتا ہے اور اس بات میں متقیوں کے لئے عبرت کے نشانات ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ضد اور تخالف جو آدم اور مسیح موعودؑ کے درمیان ہے کوئی مخفی اور نظری امر نہیں بلکہ ظاہر اور بدیہی ہے کیونکہ آدم اس لئے دنیا میں آیا کہ مخلوق کو اس دنیا میں لائے اور انمیں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور امتوں کا مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ لوگوں کو دار الفنا کی طرف لیجائے اور ان کے درمیان سے اختلاف اور جھگڑوں اور حسد کو دور کرے اور تفرقہ اور اختلاف کا استیصال کرے اور لوگوں کو یگانگت و اتفاق و محویت اور نفی غیر اور محبت صافی کی طرف جذب کرے مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے اس اسم کا مظہر ہے جو سلسلہ مخلوقات کو ختم کرنیوالا ہے جس کی طرف خداتعالیٰ کے کلام میں اشارہ کیا گیا ہے

ھو الاخر

کیونکہ مسیح موعود کا آنا علامت ہے موجودات کے خاتمہ کی اسلئے مسیح کے نفس نے کثرت کے خاتمہ کا موت کے ساتھ تقاضا کیا۔ یا مختلف ادیان کو اس دین میں شامل کرکے جسمیں نفوس کی خواہشات نفسانی و ارادات شیطانی پر موت وارد ہوتی ہے اور مسیح موعود نے لوگوں کو اس فطرتی راستہ پر چلانے کا ارادہ کیا ہے جو خداتعالےٰ کی مصلحت کے نیچے جاری ہے اور ان کو نفسانی خواہشات کے عفو و انتقام اور محبت و دشمنی سے چھڑانا چاہا ہے (یعنی انمیں للہیت اور اخلاص پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے ایڈیٹر) کیونکہ فطرتی شریعت جو انسان کے سارے قویٰ کی خدمتگار ہے وہ پسند نہیں کرتی کہ ایک ہی قوت کی خادم ہو اور نہ وہ انسان کے اخلاق کو عفو کے دائرہ کے اندر محدود کرتی ہے اور نہ انتقام کے حلقہ میں بند کرتی ہے بلکہ اس کو ناپسندیدہ عادات میں داخل کرتی ہے اور ہر قوت بمطلب ضرورت و اقتضائے وقت اس کا حق ادا کردیتی ہے اور عفو و انتقام اور محبت و دشمنی کا حکم۔ حسب مصلحت وقت بدلتی رہتی ہے یہی خواہشات نفسانی اور جذبات شہوانی کی موت ہے جسکی تکمیل سے انسان فانیوں میں داخل ہوجاتا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ لوگوں کو وجود سے عدم کیطرف لارہا ہے اور ان کو ویران شدہ خانہ یاد دلا رہا ہے۔ (باقی آیندہ)

[2] حاشیہ۔ اس جنگ سے مراد مذہبی جنگ ہے جو مختلف خیال اور مختلف مذہب لوگوں کے درمیان ہونیوالی تھی کیونکہ مسیح موعود کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرکے دکھاوے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اسکی تائید کرتا ہے۔ پس جہاں یہ مقدر تھا اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ اس کا غلبہ ادیان باطلہ پر حجج و براہین کے ذریعہ ہوگا نہ سیف و سناں سے۔ اور اسلام کی اشاعت اور توسیع کے لئے کسی قسم کے ہتھیار استعمال کرنیکی حاجت نہ ہوگی۔ بلکہ خداتعالیٰ کی تائیدات اور اسلام کی تعلیمات کا عملی فلسفہ خود لوگوں میں ایک کشش اور جذب پیدا کرے گا یہی وجہ تھی کہ آنیوالے مسیح موعودؑ کیلئے یضع الحرب کا نشان قرار دیا گیا تھا۔ وہ روحانی اور مذہبی جنگ اسوقت جاری ہے اور اسکا

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگ نشان

معہ تقریب شادی

سب حمد و ثنا اس قادر توانا کے لئے ہے جو غیب کی خبریں صرف اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے اور صلوٰۃ اور سلام ان رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ پر ہوں جس کے معجزات اور کرامات نے آج مسیح موعود اور اس کے کاموں میں نمودار ہو کر دنیا پر خدا کی ہستی کو پھر ظاہر کر دیا ہے کیا ہی مبارک ہے اس مبارک (حضرت صاحبزادہ مبارک احمدؐ فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وجود جو بہت سے نشانات سماوی کا مظہر ہو کر خود آیت اللہ ہے۔ اس کے متعلق تازہ نشان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صاحبزادہ تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بارہا غشی تک نوبت پہونچ گئی اور اکثر تپ ۱۰۴ سے بھی زیادہ ۱۰۵ درجہ تک پہونچ جاتا تھا اور سرسام کی حالت ایسی تھی جو سرسام کا خوف دلاتی تھی۔ رات کے وقت اس نومیدی کی حالت میں حضرت مسیح موعود نے دعا کی تو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا "قبول ہو گئی ۹ دن کا بخار ٹوٹ گیا یعنی دعا قبول ہو گئی اور تپ جو لازم حال ہو رہا ہے وہ ۹ دن پورے کر کے دسویں دن ٹوٹ جاوے گا (یہ الہامات اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء میں شایع ہو گئے تھے) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے دسویں دن بخار توڑ دیا یہانتک کہ لڑکا تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا یہ خدا کا بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا کیونکہ اس میں ایک دعا کے قبول ہونے کی بشارت ہے اور دوسری تاریخ صحت مقرر کر دی گئی ہے جس کی تمام جماعت گواہ ہے اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے و لا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول یعنے خدا تعالیٰ کھلے کھلے غیب پر اسی کو اطلاع دیتا ہے جو اس کا پسندیدہ رسول ہو اور اس الہام کے ساتھ یہ بھی الہام تھا انی معک یا ابراھیم لا تخف صدقتنی یعنی اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچی کر دوں گا چنانچہ فرمودہ خدا تعالیٰ سچا ہو گیا اور اس خوشی کے ساتھ یہ مبارک تقریب بھی پیش آئی کہ مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم کے ساتھ اسی مبارک دن (۳۰ اگست ۱۹۰۷ء) میں ہو گیا خدا اس نکاح کو مبارک کرے اور اسی روز اسی وقت حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے لڑکے عزیز عبدالحی کا نکاح پیر منظور محمد صاحب کی لڑکی حامدہ کے ساتھ ہو گیا خدا تعالےٰ دونوں نکاح مبارک کرے اور دونوں کو مع بیویوں کے عمر دراز کرے۔ آمین

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

داناؤں کا یہ قول ہے کہ۔ انسانی نظام کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگر دونوں نظام کی تطبیق کیجاوے تو اگرچہ من وعن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں "درجہ بندی" "ترتیب" "وضع الشئ فی محلہ" کا انتظام پایا جاتا ہے وجود ون اجسام۔ ذرات اور انواع میں ایک درجہ بندی اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالمقابل انواع کے ہی نہیں۔ بلکہ انواع کے اندر بھی درجہ بندی پائیجاتی ہے۔ بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ لیکن درجہ بندی بالعموم ہے۔ اور مساوات کا عمل شاذ ونادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے۔ بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں۔ جہاں جہاں مساوات کا شبہ پڑتا ہے۔ وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے۔ مساویت نہیں ہوتی جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شئیں یا کوئی دو وجود یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی بحیثیت واحد ایک نہیں ہوتیں ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے۔ سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ اس میں عموماً اصول وضع الشئ فی محلہ مرعی رکھا گیا ہے۔ جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پر تمام نظام قدرتی کا مدار اور انحصار ہے۔ بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے۔ لیکن اخیر پر وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہوگئے ہیں کہ "نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے" "اور نہ ہی خود انسانی نظام میں اس کا وجود ہے"

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے۔ اور اس کا ماخذ ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی بھی اسکی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے۔ ہر نوع اپنی نوعیت میں اطلاقاً بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہے لیکن باوجود اس کے بھی اسمیں درجہ بندی ہے۔ ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور انکا شروع واخیر ہمیشہ مختلف ہوتا۔ اور مختلف نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج سے دو چیزیں نکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں۔ ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھرل میں پسکر سرمہ کی صورت میں چشم بیمار جگہ لیتا ہے۔ ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبائش ہوتا ہے اور دوسرا باد مخالف کی جھونکوں سے مرجھا کر گرجاتا ہے۔ آنے جانیوالے اسے پاؤں بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں۔

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مذہب کو مسلاً اعلیٰ پر پہونچتا ہے اور دوسرا قعر ضلالت اور معائب او بار میں گرتا ہے۔ دنیا میں ایسی ہزاروں اور بھی مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور مابہ الامتیاز کو ثابت کرتے ہیں بر بنائے وثوق کا حکم رکھتی ہیں ہم دور کیوں جائیں۔ انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کرسکتا ہے۔ کیا بدن کے سب اجزا اور اعضاء ایک درجہ رکھتے ہیں اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے اور کیا انمیں نسبتیں فرق اور امتیاز نہیں ہے کیا سر اور پاؤں یا آنکھ اور خال ایک ہی درجہ میں رکھے جاسکتے ہیں۔ کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جاسکتا ہے۔ یا پاؤں سر کا قائم مقام ہوسکتا ہے کیا دماغ ضمیر کا کام دیکھ سکتی ہے۔ یا ضمیر سے دماغ کا کام لے سکتے ہیں۔ بیشک بدن ہی میں یہ سارے اعضاء پائے جاتے ہیں اور وہ بہیئت مجموعی انسان ہے۔ لیکن یہ ہیئت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ انمیں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے۔ مثلاً فلاسفی اور فن تشریح یہ ثابت کرنے کیواسطے ایک عمدہ ذریعہ اور عملی شہادت ہیں کہ ہر عضو اور ہر پرزہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ زہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جاوے تو دونو عضو کی اعمال منصبی میں فرق آجاویگا۔ اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کل جی پوری نہ اتریگی۔ لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہدیتے ہیں۔

ہم سب کے سب برابر ہیں۔
ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں۔
ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا۔

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کسقدر خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور نظام قدرت کہاں تک ان کا حامی ہے۔ آفتاب اور ماہتاب اور انکے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں اور ایک ہی آسمان پر درخشاں وتاباں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ انکے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساوات ہے اور وہ ایک ہی ہیں بیشک چاند روشن اور تمام تر نورانی دیتا ہے۔ مگر آفتاب کے مقابلہ میں اسے دوسرے درجہ پر رکھا جاتا اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے۔ ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل وگلزار ہوتے ہیں۔ گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں۔ کوا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں۔ گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلہ میں بندھتے ہیں۔ ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اڑتے ہیں۔ غلام اور آقا رعیت اور بادشاہ ایک ہی سرزمین کی پیداوار کھاتی اور ایک ہی آب وہوا میں نشو ونما پاتے ہیں۔ لیکن باوجود مخارج اور اماکن واحد کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے۔

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا۔ زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں۔ زید عالم ہونیکی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے۔ دونو خدا کی پیدائش ہیں۔ لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بدقسمت بدصورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا۔

روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے۔ اور ایک دونی بھی اسی دہات کی لیکن دونوں کی قیمت میں فرق ہے ایک خوش آواز اور دلکش صدا دلپر اثر کرتی ہے۔ لیکن ایک بری آواز دلکے لئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد دونوں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کیوجہ سے ادب کرتے ہیں۔ حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کو دلپر نقش ہوتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے محکوم جادۂ ادب سے باہر نہیں ہوسکتا۔ والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے۔ ترتیب اخلاق اور ضرورت ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ ان کا ادب کیا جاوے۔ چاہے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے ہر سلسلہ میں ایک مسلسل درجہ بندی اور ترتیب پائیجاویگی۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گونہ ابتری ناشی ہونیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اندیشہ ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہی ہو جاتی ہے۔

درجہ بندی کا دوسرا نام ۔ حفظ مراتب ہے۔
حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں میں واجب الاحفاظ ہے۔ جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا خود نظام عالم میں فرق آگیا۔ قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں

درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے۔ انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے۔ چندانواع میں سے ایک نوع خاص کر لی گئی ہے۔

ایسے انتخابات مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں "

بوجہ اعلےٰ فطنت و قدس فطرت " بوجہ متانت و جزرسی طبیعت "

بوجہ تمکنت و فتوت " بوجہ استقلال و ہمت "

بوجہ امتیاز ات عالیہ " بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ "

ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اصلی موجبات اور کیا کیا ہیں کیونکہ ہم اُن سے کسیقدر ناواقف ہیں لیکن اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ جنہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابنائے جنس کے انتخاب کرتی ہے۔ اس کے اسباب خاصکر ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہئے۔ اس دلیل سے کہ جب خود ہمارے اپنے انتخابات بعض خاصکر اسباب کے تابع رکھے جاتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ قدرتی انتخابات میں بھی یہی اصول مرعی ہو۔ نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ جو جو انتخابات عمل میں آچکے ہیں۔ اُن کے مطابق عمل ہوتا رہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو خرابی عائد ہونیکا اندیشہ ہے رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے۔ اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے اس واسطے کہ اُس کا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ میں ہوا ہے کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے۔ اور انہیں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہونگے ہر قوم میں اُنکی عزت ہے۔ اور ظل اللہ اور حضور اعلےٰ کہا جاتا ہے۔ صرف اس واسطے ہی نہیں کہ اُن کے پاس حشم و خدم ہیں بلکہ اسواسطے بھی کہ۔

"اُن کا انتخاب اعلےٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔

" اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کر لیا ہے۔

اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر ان سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولتمند ہیں۔ ایک حاکم کی کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ اُسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور ایک بادشاہ نے ملکی اور شاہی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے۔

ایک ادنیٰ چوکیدار و نمبردار گاؤں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے چونکہ چوکیدار و نکا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اُسے گاؤں بھر میں عزت دیجاتی ہے میونسپل کمشنر ان کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں۔ اور پھر آپ ہی اُنکی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہو کر انتظام آسایش بگڑنے لگتا ہے ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی سرغنہ اور اعلےٰ ممبر سمجھا جاتا ہے۔ اور ماتحت ممبران خاندان اسکی واجبی تعظیم کا فرض احتیاط سے پورا کرتے ہیں۔

ہر جلسہ میں ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ اور باقی کے ممبران اُسے خاص اختیارات دینے میں تامل نہیں کرتے بیشک اُستاد۔ اور ٹیچر شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے۔ لیکن اگر شاگرد کی جگہ اُستاد آجاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگا۔ اور تعلیمی اغراض کے منافی۔

ایک حکومتی سفیر یا وکیل جس گورنمنٹ کا یا جس بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے نام پر فرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے۔ اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے۔ وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے۔ لیکن اُس عز سفارت اور احترام انتخاب وکالت کی وجہ سے اُس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے۔ باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کیجاتی ہے اور دوسری گورنمنٹ اسکی جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ سفارت نامہ کی تعمیل ہو کر بھی اُسکی حفاظت اور احترام میں سرمو فرق نہیں آتا۔

خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہو جاتی ہے لیکن سفیر بعید حفاظت و احترام اپنے ملک کے حدود سے پار کیا جاتا ہے۔

یہ کیوں صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا۔ دونوں گورنمنٹوں پر اُس کا اعزاز اور احترام لازم ہے اور نیز دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر بھی یہ فرض تھا۔ کہ اُس کے اعزاز و احترام میں حصہ لیں۔

کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جا سکتا ہے ؟

کیا تو جا سکتا ہے۔ لیکن ہر شخص اس کا شایاں نہیں ثابت ہو سکتا ہے۔

جب کوئی سفارت مقرر کیجاتی ہے۔ تو دونوں گورنمنٹوں ملکی۔ قومی۔ حکومتی۔ اور نظامی اعتبارات کے لحاظ سے کیجاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبر اور حزم اور احتیاط چاہتا ہے دنیوی نظام کی طرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخاب میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء بعضو رئیسہ کے سلسلہ میں رکھے گئے ہیں۔ واقعی وہ اسی قابل تھے۔ بیشک ایک خال یا ایک مسہ یہ سوال کر سکتا ہے کہ مجھے چشم بینا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اسکی تسلی کر سکتا ہے۔ کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ یا پاؤں سر کے مقابلہ میں خود ہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ دماغ ہی اسکام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کیواسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں آئے ہیں اُنکی فضیلت بمقابلہ عضلات کی معلوم اور ثابت ہو سکتی ہے۔ روحانی نظام بھی دنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی وجوہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فایق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنیوالا ہے۔ وہی روحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔

کوئی نہ کوئی " ہادی " " بانی " " یا امام " ہوتا ہے۔

جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی۔

" کسی نہ کسی اعلےٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے

" خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلےٰ ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو۔

" خواہ ایسا امتیاز فطرتی وجوہ سے ہو۔

" اور خواہ انتخابی اصولوں سے۔

کوئی ہی صورت ہو جو شخص اس کام کے واسطے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ذمہ ہمت پر ایسا کام لگایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں۔

"اصلی" "مفروضہ" "اعتقادی" فوقیت ضرور رکھتا ہے۔

مسٹر شاپن ہاور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔

"جو لوگ قدس فطنت۔ تکمیل فطرت۔ استقلال۔ اور روشن ضمیری کی وجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے اور وہی رسول بنتے ہیں۔

" ان کا دماغ اور اُن کا ضمیر اوروں سے قدرتاً خاص اور روشن و مکمل ہوتا ہے۔

" ان کی خلقت خاص اس غرض کے واسطے ہوتی ہے۔

" کوئی دوسری خلقت اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

" وہ اپنے ابنائے جنس کے فخر ہیں۔

پھر اُسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ

" چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت اور ابنائے جنس سے فایق اور خاص ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے۔ ہر مذہبی سلسلہ ایک روحانی گورنمنٹ ہے۔ جسطرح دُنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چل سکتی اسیطرح روحانی گورنمنٹ بھی بغیر ایک اور ممتاز ہستی کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسواسطے ہی بانی مذہب اور بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے۔ کہ مذہب انسانوں کے واسطے ہے۔ اور انسان انسان سے ہی زیادہ تر تسلی پاتا ہے۔ کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونوں میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہو کر آنا زیادہ تر مناسب تھا۔

جوش و محبت مذہبی ہی پایا کرتے ہیں۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے جس مذہب کا کوئی بانی نہیں انہیں جوش ہی نہیں۔ خدا ہی مذہب کا جزو اعظم ہے لیکن یہ کم ترہوتا ہے کہ خدا ہی کی بحث پر کوئی جوش میں آوے۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا ہادی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسواسطے اسکی نسبت زیادہ تر تحریک اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور اسکی نیاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کون خدا کو نہیں مانتا اور کون تو حید کو کسی رنگ میں قابل نہیں۔ لیکن جبتک کوئی بانی اور رسول مخصوص نہیں منظور کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانی مذہب کی اس واسطے تعظیم نہیں کیجاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا خدا کا جزو ہے۔ یا خدا کی کاموں میں اسکی بغیر رضامندی خدا کے کوئی دخل ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے۔ اور خدا نے اسکو بہتوں میں سے اپنے کام کیلئے چن لیا ہے حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اور فرعون نے کیا قصور کیا۔ صرف اسواسطے کہ خدا کی نظر میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون یہ درجہ حاصل نہیں کر سکا تھا مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کے صاحب بڑ والی گورنر پر کیا فوقیت ہے مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا۔ اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چن لیا تھا۔

ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اتارا گیا حضرت محمد رسول کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا۔ جس کی وجہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطرتی یا جبلی فوقیت رکھتے تھے اسیوجہ سے احمد عربی عزت کیساتھ اس عہدہ کیلئے منتخب کر لئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کے برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کیجاتی اسوجہ سے کہ امام صاحب کی فطرت میں تقدس تھا اور یزید کی اس سے خالی۔

شاگرد استاد کی اور مرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اس کا ہادی اور رہنما ہے۔ ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

وہ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ "میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں۔" "میرا کچھ اختیار نہیں۔" یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے۔ جو اسکی تعظیم کراتی ہے۔ وہ کتنا بردبار عالی حوصلہ عالی ظرف سیہ چشم رسول اور پر شوکت امام ہے۔ جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک معاون پرستار کیطرح الگ کرتا ہے وہ کتنا قابل تعظیم ہادی ہے۔ جو نفسانیت کو دور کر کے صاف الفاظ میں یہ کہنے کا عادی ہے۔ ان اجری الا علی اللہ

وہ کتنا بڑا عالی منش رسول ہے جو یہ کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون ہ

وہ کسقدر عالی ظرف امین ہے۔ جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت سے ذرا بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپکر نہیں نازل ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اترتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کونسا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمۃ اللہ میں تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اٹھائی ہو کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سناتا پھرتا ہو۔ اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پاویگا۔ لیکن کیا اسکی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جید پاک باز پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

کیا یہ حملہ رسولوں کے واسطے نہیں۔ اور کیا رسول اس قابل ہیں کہ انہیں حرف غلط کیطرح متن اوسط سے نکال دیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح و ثناء کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا کفیل خود خدا ہے لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ) سہی ایک نسبت ہی سہی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا آخری امام اور بانی سمجھکر اسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا اسوا رسول کی تعظیم کے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی نجات دیسکتا ہے۔ لیکن احمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جان توڑ خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ۔ اُن کا نام لینا ہی ہمیں بُرا معلوم ہوتا ہے دنیوی رہنما یعنی مردوں کی برسیاں اور چوبرسیاں کیجاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑھتے ہیں اور ناظم شعر و اشعار بولنے والے لیکچر دیتے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقے کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے۔

کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا ہی خدا پرستی کے مخالف یا ایک زاید شئے ہے۔ وہ کون بیوقوف ہے۔ جو احمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے۔ کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں۔ یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت حاصل ہے۔ کافر ہے وہ دل جو یہ خیال کرے عزت ہو وہ ضمیر جو ایسا عقیدہ رکھے ہاں یہ ایمان اور تقاضائے محبت ہے کہ

"بزرگان ملت ہمارے سرتاج اور سربرآوردہ ممتاز ممبران ہیں۔

"انہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے۔

"وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے" "ہم اُن کے نام لیوا ہیں۔

"اُن کا ادب اور اُن کا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے۔

"سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہنچائی گئی ہیں۔

"وہ اپنے قاصد اور ایسے رسول ہیں رسول کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے۔

"اُنکی ریاضت اور اُنکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے انہیں خاص درجہ دلایا ہے۔

"وہ ان وجوہ سے خدا کی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں۔

"خدا انپر فضل کرتا اور انہیں خاص امتیاز بخشتا ہے" "خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں

"ان کا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے۔

"وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں" "ہم اُنکی تبلیغ کا ہیب ترکہ ملا ہے"

"اُن کے اعمال اور اُنکی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں۔

"باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم بیشک ایک ہیں۔ لیکن باعتبار خاص امتیازات کے اُن کا درجہ اُن کا احترام ہم سے لاکھوں کیا کروڑوں درجہ زیادہ ہے۔ اور ہم ان خاکپا سے بھی اسفل ہیں۔ اور یہی ہمارا فخر ہے۔

"اُنکی تقدیس۔ اُنکی مدح اُنکی پیروی اُنکا اقتدا ہمارے ضمیروں کیلئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے۔

"وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں۔ جن سے ہزاروں مشعلیں دنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں۔

"خدائے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضہ سے بزرگان ملت کی ستائش رہا ہے اور ستائش اور انہیں اپنی مرضی سے کچھ کچھ اقتدار بھی بخشتا ہے۔

"صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

کوئی مذہب اس وقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جبتک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اُسکا ایک ادنیٰ ماٹو نہ ہو کوئی مذہب مذہب نہیں رہ سکتا جبتک اس کے رسول اُس کے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ گو ایک بانی مذہب رسول اور امام خدا کی ذات اور خدا کے صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے جنس اور امتیوں کے خصوصیت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے۔ کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اس سے جسقدر محبت کیجاتی ہے وہ خدا ہی کیواسطے کیجاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے اور ایک عبادتی شکل میں اسکی نعمتوں کا شکریہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ فقط - مرزا سلطان احمد۔

ہندوستان میں اموات طاعون

غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں اطلاع کے لئے حسب ذیل مراسلت شایع ہوئی ہے۔

منجانب وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں

و محکمہ جات

جو مراسلہ آج میں آپ کو لکھ رہا ہوں اُسی کی ضمن میں اور اُسی مضمون کے متعلق میں ایک خط بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے آج ہی حضور ملک معظم کی پیشگاہ سے پہنچ وصول ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔

ملک معظم کا پیغام

از پیشگاہ حضور ملک معظم بخدمت ہز ایکسیلنسی وائیسرائے

۱۴ر اگست ۱۹۰۷ء بمقام قصر بکنگھم

میرے پیارے وائیسرائے!

وبائے طاعون جس میں ہندوستان عرصہ گیارہ سال سے ایسی مصیبت کے ساتھ مبتلا ہے اُس کے گذشتہ حالات کو میں نے اضطراب آمیز دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اپنی ہندوستانی رعایا کی بہبودی میرے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر کا باعث رہی ہے۔ اور میں تہ دل سے متاثر ہوتا ہوں جب میں اُس مصیبت کا خیال کرتا ہوں جو تمام طاعون زدہ گھروں میں ایسے خاموش صبر کے ساتھ برداشت کی گئی ہے۔ میں خوب واقف ہوں کہ کس طرح آپکے پیشرووں اور خود آپ نے اس وبا کے باعث دریافت کرنے اور اُس کے اثرات کا قلع قمع کرنے میں پیہم کوششیں کی ہیں۔ میری دلی آرزو اور دعا ہے کہ آپ جو مشورہ قابل و سرگرم افسران آئندہ کے لئے تجاویز وضع کر رہے ہیں اُن کے سر کامیابی کا سہرا رہے۔ میں آپ سے خواہش کرتا ہوں آپ میری ہمدردی کے اس اظہار کو میری ہندوستانی رعایا تک پہنچا دیں۔ باور کیجئے۔ میرے پیارے وائیسرائے مجھے اپنا صادق ایڈورڈ قیصر و شہنشاہ

{حضور وائیسرائے کی چٹھی گورنران صوبجات کے نام}

منجانب ہز ایکسیلنسی وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات

شملہ۔ مورخہ ۱۶ر اگست ۱۹۰۷ء

طاعون کی خوفناک تباہی کو ہندوستان کے مصیبت زدہ باشندوں نے جس دل اور صبر اور بہادری سے برداشت کیا ہے اُس سے مجھے بڑا افسوس اور تعلق خاطر لاحق ہوا ہے اور مجھے سخت قلق ہے کہ اس ملک کو اس بلائے بے درمان سے نجات دلانے کے متعلق ہماری کوششوں کو مقابلتاً بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے راستہ میں مشکلات بھی بیحد حائل رہی ہیں۔ جس میں سے شاید سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ آبادی کے جس حلقہ پر طاعون کا اثر زیادہ ہوتا ہے وہ قواعد و اصول حفظان صحت کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ ان پر کاربند ہو۔ لیکن بسا اوقات ان لوگوں نے ان اصول و قواعد کے سراسر خلاف کیا ہے اور اگرچہ ہمارے مڈیکل اور اگزیکٹو افسروں اور فیاض غیر سرکاری اصحاب نے تمام ہندوستان میں نہایت مردانہ ایثار کا ثبوت دیا اور انہیں سے بعض نے طاعون کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی جان بھی گنوائی لیکن اس تمام صرف زر اور صرف محنت کے نتیجہ جیسا ہونا چاہئے تھا اُس سے بہت ہی کم ہوا

کمیشن طاعون کی تحقیقات کا پہلا حصہ اب ختم ہو گیا ہے گو ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وبا کا انسداد آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ جیسا کہ ابتدا میں سمجھا جاتا تھا۔ مگر کم از کم ان سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آخری کامیابی کی بہتری امید دلیل کے ساتھ ہمیں کن اصول پر چلنا چاہئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ بہت سے قیمتی اور جانکاہ تجربے جو ابتک ہم کرتے رہے ہیں اُن سے بلا خوف دست بردار ہو جانا چاہئے۔ آئندہ جس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔ اُس کے متعلق گورنمنٹ ہند آپ کی گورنمنٹ سے گفتگو کر رہی ہے اور اس مراسلہ میں اسپر کوئی تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سائنس نے جو طریقہ بتایا ہوا ہے طاعون زدہ صوبہ اور باشندوں کے مناسب حال کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے گذشتہ تجربہ نے ہمیں ایک نہایت ضروری سبق سکھایا ہے۔ کہ جسے ہمیں کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک ہم اُس خاص گروہ کی جس کی حفاظت کے لئے کوئی خاص کارروائی کی جاتی ہے امداد حاصل نہ کریں اُس وقت تک اُس کارروائی میں کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ پس انسداد طاعون کی کارروائی میں سب سے بڑا اصول مدنظر رکھنے کے قابل یہ ہے کہ خود باشندگان ہند اپنی نجات کے لئے بہت زیادہ کام کریں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جو طریقہ بتایا جائے اُسپر صبر ہمدردی کے ساتھ اور خواہشات اور روایات کی بنا پر توہمات کو دخل دیئے بغیر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہندوستانی قواعد حفظان صحت سے کسی طرح مستغنی نہیں ہیں۔ رعایا کے بہت سے طبقوں کے اپنے ذاتی اصول نہایت عمدہ ہیں۔ اور جو مقصد ہمیں مدنظر ہے اُسے سخت شکست ہوگی۔ اگر ہم ان لوگوں کو اپنے زمانہ حال کے اصول حفظان صحت کو ماننے کے لئے ناواجب طور پر مجبور کریں۔

یہ مسئلہ سخت مشکل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سرکاری طور پر آپ کو جو تجاویز بتائی جائیں گی۔ اُن پر آپ گہری اور ہمدردانہ توجہ کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ خود رعایا کی امداد سے اس وبا کی دستبرد کا پورا انسداد ہو جائے گا۔

(امپیریل گورنمنٹ کی چٹھی پراونشل گورنمنٹ کے نام)

(طاعون سے مقابلہ کے لئے نیا معرکہ)

منجانب سر ہیرلڈ اسٹوارٹ بجانب لوکل گورنمنٹاں و محکمہ جات بیماری پلیگ کمیشن جو طاعون کی تحقیقات کے لئے ۱۹۰۵ء میں مقرر ہوا تھا اُس نے اپنے کام کا ابتدائی درجہ طے کر لیا ہے اور مرض کے اسباب پر بحث کر کے ایسے نتائج پر پہنچا ہے جو بڑی عملی اہمیت رکھتے ہیں۔ کمیشن کے کام کی رپورٹ شائع کرنے کے لئے تو کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ کمیشن کی تحقیقات کے وہ قیمتی نتائج جن کا براہ راست ان کارروائیوں سے تعلق ہے جو انسداد طاعون کے لئے کرنی چاہتے ہیں۔ آپکی خدمت میں فوراً پیش کر دوں۔ نمایاں نتائج یہ ہیں۔ (۱) یہ کہ وبا طاعون زدہ چوہوں سے پھیلتی ہے (۲) چوہے اور چوہے کے درمیان اور چوہے انسان کے درمیان ذریعہ تعدیہ چوہوں کا کیڑا ہے (۳) طاعونی جراثیم زمین فرش اور مکانات کی دیواروں میں ہوتے ہیں اور انکی زندگی کی مدت بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتک جو ہم طاعونی جراثیم کی غارت گری میں بڑے بڑے مصارف اور عظیم تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں وہ مہم تعلیم موقوف کر دینی چاہئیں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ طاعون زدہ چوہے

بعد اُن کے کیڑے آدمیوں تک نہ پہنچنے پاویں۔ اور طاعون زدہ کیڑوں کے کاٹنے کا اثر باطل ہو۔

ایک مشکل مسئلہ

گورنمنٹ ہند تسلیم کرتی ہے کہ انسان اور طاعون زدہ چوہوں اور کیڑوں کے تعلق کا انسداد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے میں بڑی مشکلات حائل ہیں۔ اکثر ہندوستانی مکانات کی ساخت ایسی ہے جو چوہوں کی افزائش کے لئے مفید ہے۔ ان گھروں میں چوہوں کے کھانے کا سامان بکثرت ہوتا ہے اور بسا اوقات صرف یہی نہیں ہوتا کہ لوگ خود چوہوں کے مارنے میں پس وپیش کرتے ہوں۔ بلکہ اگر چوہوں کو غارت کرنے میں اُن کے لئے آسانیاں پیدا کیجائیں۔ تو اُن کے منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مشکلات ہمیشہ حائل نہیں ہوتیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے شہادت موجود ہے کہ اگر استقلال کے ساتھ کوشش جاری رکھی جائے تو اگرچہ بالکل نابود نہ ہوجائیں تو اُنکی تعداد تو ضرور بہت کم ہوجائے گی اور اس طرح طاعون کی ترقی بھی رکیگی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چوہوں کے اندر توالد وتناسل بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور چوہوں کے مارنے کی کوشش اگر غلط طریقہ سے کیگئی تو صرف یہی نہیں کہ اس کا کچھ نتیجہ نہ ہو بلکہ مضر اور دوسری تدابیروں کی کامیابی میں مخل ہوگی۔

لہٰذا مناسب ہے کہ اس نمونہ کے مکانات جیسے کہ ہمیں درکار ہیں لوگوں کے لئے مہیا کئے جائیں۔ مضر صحت مکانات توڑ دیئے جائیں۔ اور گنجان محلوں کو فراخ کردیا جائے۔ اور یہ ایسی کارروائی ہے جسکی نسبت گورنمنٹ ہند کا خیال ہے کہ اس کا اثر بلا واسطہ چوہوں کی کمی پر پڑے گا۔ بلکہ بالواسطہ ایسی نتائج پر بھی پڑے گا۔ مزید برآں گھروں میں چوہوں کی خوراک کی کمی اس طرح ہوسکتی ہے کہ گھروں میں غلہ کے انبار کی سخت حفاظت کی جاوے اور باورچی خانہ کے سامان کو بے احتیاطی سے اور ایسی جگہ نہ رکھا جائے جہاں چوہے بالکل آسانی سے پہنچ سکیں۔ اس سے یقین ہے کہ چوہوں کی بہت کمی ہوجائیگی۔ کیونکہ اُنکی کثرت اشیائے خوردنی کی افراط پر منحصر ہے۔

(رعایا کی امداد طلب کیجائے)

مگر گورنمنٹ ہند کو اندیشہ ہے کہ چوہوں کی تباہی کے لئے جو کوشش کیجائیگی اس کا اثر بہلے چند سے تو محض جزوی اور مقامی ہوگا اور غالباً ایسا ہی ہوگا کہ آدمیوں کا طاعون زدہ چوہوں سے علیحدہ رکھا جاسکنا صرف اس صورت میں ممکن ہوگا کہ طاعون زدہ مکانات عارضی طور پر خالی کردیئے جائیں۔ اور ہماری واقفیت کی موجودہ حالت میں گھروں کا خالی کردینا طاعون سے بچنے کا نہایت یقینی ذریعہ ہے۔ جو ہم لوگوں کو بتاسکتے ہیں اور جتنا جلد اُسے کیا جائے اور جسقدر پورے طور پر اس پر کاربند ہو جائے — — — — — — — اُسی قدر انسانی جانوں کی حفاظت ہوگی۔ لیکن درحقیقت ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ گھروں کے خالی کرنے میں لوگوں کو بسا اوقات نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ پس حکام ضلع کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح اُس کا فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے رعایا کے لیڈروں پر اثر ڈال کر انہیں عارضی مکانات میں منتقل ہونے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح اُن کا یہ بھی فرض ہے کہ لیڈروں کو مدد دیں اور لوگوں کو جیسے انہیں سابقہ ہے۔ حسب حال عمدہ قواعد وضع کریں۔ تاکہ اُنکی انسدادی کارروائیاں کم تکلیف دہ ہوں۔

(حکام ضلع کے اختیارات)

یہ ناممکن ہے کہ ہر حالت کے لئے کوئی خاص ہدایت دیجاسکے کیونکہ مختلف مقامات کے حالات بھی مختلف ہیں۔ اس وجہ سے حکام ضلع اور ان کے ماتحتوں کو پوری آزادی دینی چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ رعایا کو کس قسم کی مدد دینی چاہئے۔ اور جو قواعد وضع کرنے مناسب ہوں اُن کے متعلق وہ اپنے مشیروں سے مشورہ کریں۔ ممکن ہے کہ کسی جگہ لوگوں کو روپیہ دینے کی ضرورت پیش آئے۔ ممکن ہے کہیں خس پوش مکانوں کا سامان قیمتاً یا بلاقیمت دینا پڑے۔ اور ممکن ہے کہ کہیں ان عارضی مکانوں کے لئے لوہے کا سامان دینے کی حاجت پیش آئے۔ اکثر مویشیوں کی حفاظت لازم آئیگی۔ اور لوگ مکانوں میں جو مال چھوڑ کر جائینگے اُس کی سخت نگرانی کرنی پڑے گی۔ غرض جس قسم کی مدد کی رعایا کو ضرورت پیش آئے دینی چاہئے۔ لوگوں کی خواہشات کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور انہیں سمجھانا چاہئے کہ مکانات خالی کرنے کا کیا نفع ہے۔ اور کس طرح اس ذریعہ سے انکی جان بچ سکتی ہے اگر جب لوگ گھروں کو چھوڑنا منظور کریں۔ تو یہ ضروری ہے کہ عارضی مکانات پہلے طاعون زدہ مکانات سے بہت فاصلہ پر ہوں۔ البتہ اتنا خوب دیکھنا چاہئے۔ کہ طاعون زدہ چوہے اور کیڑے لوگوں کے ساتھ طاعونی کیمپ میں نہ جاسکیں۔ اور سوائے ضروری احتیاط کے لوگوں پر بیجا اور ناقابل برداشت قیود عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ٹیکہ ایک مفید شے ہے)

دوسرا طریقہ انسداد طاعون جسکی جانب مجھے توجہ دلانے کی ہدایت ہوئی ٹیکہ ہے۔ بلا کسی شک وشبہ کے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ طاعونی ٹیکہ ایک نہایت مفید شے ہے اور اگر اس سے طاعون بالکل رک نہیں جاتا تو ہلاکت کا خوف تو بہت کچھ جاتا رہتا ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل واقف ہیں کہ ٹیکہ کے خلاف لوگ سخت وہم میں پڑے ہوئے ہیں اسلئے اسکی حمایت نہایت ہوشیاری اور دانائی سے کرنی چاہئے اور مرض کیلئے شفاخانہ کے ملازمین سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو خاص ٹیکہ والے مقرر کرنے چاہئیں۔ یہ کام نہایت سادہ ہے۔ ٹیکہ ہر حالت میں نہایت ضروری ہے۔ اور یہ خواہ پرائیویٹ پبلک ڈسپنسریوں میں لگنا چاہئے۔ یا اس کے لئے خاص افسر مقرر کرنے چاہئیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسکے متعلق فوراً اپنے صوبہ کی ضروریات پر غور کریں۔

یہ تحقیق ہوگیا ہے کہ آدمیوں اور چوہوں کے اندر سے طاعون بالکل جاتا نہیں ہے اور بالکل مرض سے کہ طاعون کا سالانہ دورہ اُن مقامات سے شروع جنہیں وہ کمی کے زمانہ میں بھی تھوڑا بہت رہا ہے۔ ہر صوبہ میں ایسے مقامات کو ہمیشہ بڑے غور سے پیش نظر رکھنا چاہئے اور اُنکو طاعون سے نجات دینے اور وہاں سے طاعون پھیلنے کی انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال طاعون ایک ہی جگہ سے شروع ہو۔

(اشتعال انگیز کارروائی نہ ہونی چاہئے)

گورنر جنرل باجلاس کونسل اسے ضروری نہیں خیال کرتے کہ لوکل گورنمنٹوں کو بار بار اس جانب متوجہ کیا جائے۔ کہ ایسی کوئی کارروائی نہ کیجائے جس سے رعایا کے اندر اشتعال پیدا ہو اور وہ انسدادی کارروائیوں کی مخالفت کرے۔ بلکہ لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ کہ طاعون کے اسباب کیا ہیں۔ اور ان کے انسداد کی کیا تدابیر ہیں۔ انہیں برافروختہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انکی رہبری تشفی اور امداد کرنی چاہئے۔ ہز اکسیلنسی باجلاس کونسل واقف ہیں کہ طاعون سے خوفناک کثرت اموات سے ہر سرکاری افسر کو جو لوگوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے۔ ہمدردی کے جذبات جوش میں آتے ہیں مگر اب تک اس ہمدردی کیساتھ اکثر بے بسی اور ناامیدی بھی تھی۔ اگرچہ طاعون کے ساتھ مقابلہ کا مسئلہ ہنوز مشکلات سے خالی نہیں ہے تاہم یہ یقین کرنے کی ہر ایک وجہ ہے کہ متصل اور پوری کوششوں سے اگر طاعون کا پورا استیصال نہ ہوا تو انکی تباہی میں کمی تو ضرور ہو جائیگی۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو پورا بھروسہ ہے کہ لوکل

خطبہ جمعہ

(از حکیم الامت - ۲۳ر اگست ۱۹۰۷ء)

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله - اما بعد اعوذ بالله من الشیطان الرجیم - یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم الخ ...... عذاب عظیم - ۴/۴

تم نے سنا ہوگا جب کبھی ہم کوئی خطبہ پڑھتے ہیں - وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا مضمون ہو یا لیکچر یا کوئی اور نصیحت ہو تو میری عادت ہے کہ اس کے شروع میں میں اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله پڑھ لیتا ہوں - گو میری یہ عادت نہیں کہ اپنی ہر ایک حرکت اور بات کو بلند آواز سے ظاہر کروں مگر جب کوئی لمبی بات یا دردمند دل کی بات کرنی ہو تو میں اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اس کے اول ضرور پڑھتا ہوں اور میری غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو میری نصیحت سنتے ہیں اس بات کے گواہ رہیں جو میں خدا کو واحد لاشریک اس کی ذات اور صفات میں مانتا ہوں - اور میں حضور قلب سے یقین سے استقلال سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں اسکی قدر تو کو بیان کرتے ہوئے کبھی شرمندگی نہیں اٹھاتا - میں اسے اپنا محبوب مانتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلعم کو سب انبیاء کا سردار اور فخر رسل سمجھتا ہوں اور میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس کی امت سے مجھے بنایا اس کے محبوں سے بنایا اس کے دین کے محبوں سے بنایا - اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ تم سے دیکھا ہوگا کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا اور میں نے کئی دفعہ یقین کیا تھا کہ میں اب مر جاؤں گا - ایسی حالت میں بعض لوگوں نے میری بڑی بیمار پرسی کی تمام رات جاگتے تھے ان میں سے خاص کر ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہیں بعضوں نے ساری ساری رات دبایا اور یہ سب خدا کی غفور رحیمیاں ہیں ستاریاں ہیں جوان لوگوں نے بہت محبت اور اخلاص سے ہمدردی کی اور یاد رکھو کہ اگر میں مرجاتا تو اسی ایمان پر مرتا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اپنی ذات اور صفات میں اور حضرت محمد اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں - اور یہ ہی میرا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں مسیح ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے سچے غلام ہیں بڑے راستباز اور سچے ہیں - گو مجھ سے ایسی خدمت ادا نہیں ہوئی جیسی کہ چاہئے تھی اور ذرہ بھی ادا نہیں ہوئی - میں آج اپنی زندگی کا ایک نیا دن سمجھتا ہوں گو تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے مگر اب میں ایک نیا انسان ہوں اور گویا نئی مخلوق ہوں - میرے قویٰ پر میرے عادات پر میرے دماغ پر میرے وجود پر میرے اخلاق پر جو اس بیماری نے اثر کیا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک نیا انسان ہوں -

مجھے کسی کی پروا نہیں - میں ذرہ کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا میں بالکل الگ تھلگ ہوں میں صرف اللہ کو اپنا معبود سمجھتا ہوں وہی میرا رب ہے بعضوں نے مجھے پوچھا بھی ہے اور میری بیمار پرسی بھی کی ہے اور میرے ساتھ ہمدردی بھی کی ہے مگر کتنے ہی ہیں جنہوں نے پوچھا تک نہیں اور بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ مرتا ہے تو مر جائے ہمیں کیا کیونکہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ آیندہ ہفتہ تک میری زندگی بھی ہے کہ نہیں - ایسا ایسا دکھ درد اور تکلیف مجھے پہنچی ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ اب دوسرا سانس آئے گا کہ نہیں اس لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا فرماتا ہے تقویٰ اختیار کرو اور اپنے باطن کو ایسا پاک صاف کرلو جیسا کہ چاہئے - خدا بڑا پاک قدوس اور سب سے بڑھکر مطہر ہے اس کی جناب میں مقرب بھی وہی ہو سکتا ہے جو خود پاک ہے گندا آدمی قبولیت حاصل نہیں کر سکتا -

دیکھو ایک پاک صاف اور عمدہ لباس والا آدمی ایک پیشاب والی گندی جگہ پر نہیں بیٹھتا - اسی طرح ایک پاک اور قدوس خدا ایک گندے کو اپنا مقرب کس طرح بنا سکتا ہے؟ اسی واسطے اس نے سعیدوں کے واسطے بہشت اور شقیوں کے لئے دوزخ بنایا ہے - ایک ناپاک انسان تو بہشت کے قابل ہی نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ کے قرب کے لایق کب ہو سکتا ہے -

تنہائی میں بیٹھکر اگر ایک شخص کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا مکان ہو ایسا لباس ہو ایسا بستر ہو ایسے ایسے عیش و عشرت کے سامان موجود ہوں اس اس طرح کے خوش کن اسباب میسر آجاویں تو اس کی موت مسلمان کی موت نہیں ہو سکتی - مومن اور مسلمان انسان کی تو ایسی حالت ہو جانی چاہئے کہ مرتے وقت کوئی غم اور اندیشہ نہ ہو اسی واسطے فرمایا لا تموتن الا وانتم مسلمون یعنی فرمانبردار ہو کر مرو - کس کو خبر ہے کہ موت کس وقت اسکی ہوش بھی قایم ہوگی یا نہیں - کئی مرنے کے وقت خراٹے لیتے ہیں - وہی بولنے کیطرح آواز نکالتے ہیں اور طرح طرح کے سانس لیتے ہیں کئی کتے کیطرح ہا ہا کرتے ہیں - جب یہ حال ہے اور دوسری طرف خدا بھی کہتا ہے کہ مسلمان ہو کر مرو ایسے ہی رسول نے بھی کہا تو یہ کس کے اختیار میں ہے جو ایسی موت مرے جو مسلمان کی موت ہو گھبراہٹ کی موت نہ ہو - اس کا ایک سر ہے کہ جب انسان سکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے - سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں کوئی مصیبت نہیں ہوتی - اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کرکے خیال نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ من ثقلت موازینه یعنی جب اسکی ترازو وزن والی ہوگی تو وہ بامراد ہوگا اور مسلمان کی موت مرے گا - ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں تیسری پوچھتی ہے دسوخاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اسکی جان نکل جاتی ہے

اس کے بعد اللہ کریم فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا۔
ہر مدرسہ میں ایک رسہ ہوتا ہے کچھ لڑکے ایک طرف سے پکڑتے ہیں اور کچھ دوسری طرف سے اور آپس میں کھیلتے ہیں کبھی وہ فتح پا لیتے ہیں اور کبھی وہ اور کبھی رسہ ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ کریم فرماتا ہے ہم نے بھی ایک رسہ بھیجا ہے۔ مگر سب مل کر ایک ہی طرف کھینچو۔ تفرقہ۔ رنج۔ بغض اور عداوت کو بالکل چھوڑ دو۔ ایسی کوئی بات تم میں نہ پائی جاوے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دیکھو تم طالب علموں میں سے کسی کا باپ اعلیٰ عہدہ پر ہے۔ کوئی خوبصورت ہے کسی کے پاس مال و دولت بہت ہے کوئی عقلمندی کا دعویٰ کرنیوالا ہے کوئی طاقت والا ہے مگر ان پر ناز مت کرو۔ اور بھول میں مت پڑو۔ یاد رکھو اللہ ایک دن میں تباہ کر دیا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں کے بچوں کو میں نے بھیک مانگنے اور بھیک مانگ کر مرتے دیکھا ہے اور بعضوں کو میں نے اپنے والدین کو گالی نکالتے دیکھا ہے کہ انہوں نے یہ پختہ حویلیاں اور در و دیوار ایسے بنائے ہیں اور ایسے محل بنا کر مر گئے ہیں کہ ہم آسانی سے بیچ بھی نہیں سکتے۔
خدا کے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو دیکھو ہم کس قدر بیٹھے ہیں ایک لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے چھوٹے سے کلمہ طیبہ نے ہم سب کو اکٹھے کر دیا ہے اور ایسے ملاپ کر دیئے صرف اللہ کریم کا ہی کام ہے انسانی کوشش سے یہ کام نہیں ہوا کرتے۔ خدا کے فضل سے ہی ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اور اس طرح سے ہی بچ سکتے ہیں۔
کسی کی شکل پر حرکات پر غرض افعال اور اقوال پر کوئی چھیڑ چھاڑ کی بات نہ کرو۔ اور یہ اچھی طرح سے یاد رکھو کہ جو چڑ بناتے ہیں اور تفرقہ ڈالتے ہیں وہ عذاب عظیم میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے اور سرخروی اللہ کریم کی رحمت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو ہم نے تم کو پڑھکر سنا دیں اللہ ظلم نہیں چاہتا۔ اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامت نے دوسرا مسنونہ خطبہ پڑھنا شروع کیا شروع کرنا ہی تھا کہ ایک دو شخص شاید وضو کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر انہیں کی دیکھا دیکھی بھیڑ چال کی طرح بیسیوں اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس پر حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ دوسرا خطبہ بھی نصیحت ہی ہوتی ہے اس وقت اٹھ کھڑے ہونا درست نہیں۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب دوسرا خطبہ ہو تو ٹہلنے چلنے لگ جاؤ۔ دیکھو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ ان اجری الا علے رب العلمین ۱۹/۲ کوئی خوشامد نہیں تمہارے سلام کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تمہاری دعاؤں کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی نصیحت جو ہم کرتے ہیں تو محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ میرے دل میں جوش تو بہت تھا اور چند نصائح بھی میں کہنی چاہتا تھا مگر اب موقع نہیں رہا اتنا ہی یاد رکھو کہ دوسرے خطبہ میں بھی انتظار واجب ہوتا ہے۔ اور تقوے تمام نیکیوں کی جڑھ ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمٰن

۱۲ر اگست بوقت ظہر

طاعونی نشان

فرمایا۔ امریکہ کے ایک بڑے حصہ میں بڑی تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ ایسا ہی یورپ کے بعض حصوں کی نسبت بھی لکھا ہے۔ اصل میں یہ دونوں ملک آپس میں بہت آمد و رفت رکھتے ہیں ایک ہی طرح کا لباس ہے ایک ہی بولی ہے اور تقریباً ایک ہی طرح کی سردی ہے۔ اخبار والوں نے بڑا خطرہ ظاہر کیا ہے کہ چونکہ یہ ملک سرد ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ یہ بیماری زیادہ تباہی لاوے۔
ہماری پیشگوئی میں یورپ بھی ہے اور کابل بھی ہے۔
سنا گیا ہے کہ کابل میں ہیضہ ہے۔ مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی عذاب نہیں ہے۔ پوری خبر تو طاعون ہی لیتی ہے۔ دیکھو ابھی اس بیماری کا نام و نشان بھی نہ تھا تو میں نے اشتہار شائع کرا دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون کے پودے لگائے گئے ہیں۔ ثناء اللہ کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا تھا۔ تاریخ کو دیکھ لو۔ ایک طرف طاعون کی آمد کی تاریخ اور دوسری طرف اشتہار کے طبع ہونے کی تاریخ موجود ہے۔ اب گیارہ سال سے تباہی شروع ہے۔ کیا یہ انسانی کوشش اور طاقت کا کام ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کی قبل از وقت خبر دیدے۔ اب یورپ کابل وغیرہ کی باری آئی ہے مگر پھیرے گی سارے جہان میں۔ اللہ کریم فرماتا ہے

وان من قریۃ الانحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۱۵/۶

اس کے یہی معنے ہیں کہ طاعون آخری زمانہ میں تمام جہان میں دورہ کریگی۔ اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں دس آدمی ہوں گے تو سات مر جائیں گے اور تین بچے رہیں گے۔ اور یہ مہدی کی علامات میں سے ہے کہ اسکی مخالفت سے سخت طاعون پڑیگی۔
عجیب بات ہے کہ خسوف کسوف کے رمضان میں واقع ہونیکی نسبت لکھا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ایک خارق عادت امر ہے پھر یہ زلزلے اور طاعون بھی خارق عادت امور ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے اور نشان پر نشان مانگتے ہیں یہ ان کے لئے اچھے تو نہیں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان جب آئیں گے تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔
(پھر لیکھرام کے نشان کا ذکر فرماتے رہے)

قیصر کی چٹھی طاعون پر

قیصر کی چٹھی متعلقہ طاعون کا ذکر کرکے حضور نے فرمایا ہم نے ایک اعلان کے ذریعہ لکھدیا ہے کہ ایسے امور میں گورنمنٹ کو ہر قسم کی مدد دینے کو طیار رہیں۔ ہم اپنی جماعت کو بھی یہی تاکید کریں گے کہ وہ خاص احتیاط کرے اور گورنمنٹ کی ہدایت کے بموجب جب ضرورت پڑے باہر کھلے میدانوں اور کھلی ہوا میں چلی جاوے۔ ہماری تمام جماعت ایسے امور میں گورنمنٹ کو خاص امداد دیگی کیونکہ وہ گورنمنٹ کی خیر خواہی کو اپنا مذہبی فرض سمجھتی ہے۔

سرحدی اضلاع میں ایسی موقع پر کیا کیا جاوے

ایک معزز خادم نے عرض کی کہ پشاور

جیسے سرحدی مقام پر کیا کیا جاوے کیونکہ وہاں تو لوگ قتل سے نہیں ڈرتے وہ انجام کو نہیں سوچتے ادنیٰ ادنیٰ بات پر قتل ہو جاتے ہیں ایک شخص نے ڈیڑھ روپیہ قرضہ دینا تھا اسپر یہانتک نوبت پہنچی کہ تین آدمی قتل ہو گئے اور قاتل علاقہ غیر میں بھاگ گئے۔

ان باتوں کو سنکر فرمایا ایسے مقامات پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاوے تو وہ ہماری جماعت کی طرف خاص توجہ کریگی اور حفاظت کے سامان بہم پہونچاویگی۔ کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ بعض اضلاع میں لوگ ڈاکہ کے عادی ہیں اور ہماری جماعت سے بھی خاص دشمنی رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر گورنمنٹ کو حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ہم گورنمنٹ کی ہدایتوں پر عمل کرنے کو طیار ہیں مگر ایسے خطرناک مقامات کے لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ چونکہ ڈاکو لوگ مخالف مولویوں کے بھڑکانے سے اور بھی تکلیف دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اسلئے گورنمنٹ کو حفاظت کا پورا انتظام کرنا چاہیئے ایسے موقع پر کافی اور مسلح پہرہ اگر ہو تو خطرہ دور ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر طاعون نے نہ مارا تو ڈاکوؤں نے مار دیا۔

۲۴ر اگست ۱۹۰۷ء - بوقت عصر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد کی مسیحیت کا ذکر تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارا نام وہ دجال رکھتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ بیس برس تک دجال ہی کا مصدق رہا ہے اور اسی کے ماتحت رہا ہے بھلا کوئی دنیا میں ایسا بھی مسیح گذرا ہے جو بیس سال تک دجال کے ماتحت رہا ہو۔

ایک ہندو نے عبد الحکیم کی نسبت لکھا ہے کہ جنکی وہ بیعت ہے انکی زبان سے تو کوئی گندہ لفظ تک نہیں نکلا مگر یہ بڑا کمبخت ہے کہ جنکی بیس برس تک بیعت رہا ہے اس کو گالی نکالتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس سوال کے جواب سننے کا مجھے بہت شوق ہے کہ وہ کیسا مسیح ہے جو بیس برس تک دجال کے ماتحت رہے کیسی عجیب بات ہے کہ سچا بھی تھا مسیح بھی تھا اور رسول بھی تھا مگر بیس برس تک دجال کی بیعت رہا اس کا مصدق رہا اسکی تائید میں سچی خوابیں رویا اور الہامات بھی سناتا رہا۔

ایک شخص کی بابت کسی کو لکھتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی ہے کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ سچے مسیح کا منکر ہے اور پھر اس خواب کے سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

اسپر ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے لئے تو یہ بات ہوگی کہ آپ ہی حقیقت میں سچے مسیح ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ دل مسخ ہوگیا ہے مسیلمہ کذاب کی طرح پہلا نا پھر انکار کر دیا۔ ختم اللہ علی قلوبہم کے بھی یہی معنے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کی تو پہلے نظیر بھی موجود تھی مگر اسکی تو نظیر بھی کوئی نہیں۔

احمدیہ انجمنیں

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احمدیہ انجمنوں کے قایم کرنے کیلئے میں متواتر تحریک کر چکا ہوں۔ بذریعہ اخبار بھی اور بذریعہ خطوط کے ذریعہ بھی اب قواعد طبع کرا کر جہاں جہاں کے احمدی احباب کے پتے معلوم تھے۔ وہاں تو بھیجدئے گئے ہیں اور سب احباب سے درخواست کیگئی ہے کہ وہ بلا توقف انجمن قائم کرکے ۱۵ر ستمبر تک جواب سے مطلع فرماویں۔ اب آپکی خدمت میں اس خط کے لکھنے کی یہ غرض ہے کہ آپ بھی اس بارہ میں تحریک فرماویں۔

اول ان احباب کیخدمت میں جنہیں قواعد بھیجے گئے ہیں۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ ۱۵ر ستمبر تک انجمن قائم کرکے اور انکے متعلق سب کارروائی کرکے خاکسار راقم کو امور مستفسرہ کے جواب سے مطلع فرماویں۔

دوئم۔ ان احباب کیخدمت میں جنکا پتہ نہ معلوم ہونیکی وجہ سے قواعد نہیں بھیجے جا سکے۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ بذریعہ اطلاع ہذا قواعد کی کاپی منگوا کر انجمن قایم کریں یا جیسی صورت ہو اطلاع دیں امید ہے۔ آپ ایک دو اخبار و نہیں متواتر یہ تحریک کرکے ممنون احسان فرماویں گے۔

نوٹ - امور مستفسرہ یہ ہیں

(۱) آپ کی انجمن میں ممبروں کی تعداد کس قدر ہے۔

(۲) کون کون صاحب کس کس عہدہ کیلئے تجویز ہوئے ہیں۔

(۳) ہر ایک مد میں کس قدر چندہ ماہوار کا وعدہ ہے۔

(۴) کیا آپکی انجمن۔ انجمن ضلع ہو سکتی ہے۔ یا نہیں اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون کون مضافات کی انجمنیں آپکے متعلق ہونگی۔ اگر نہیں تو کونسی انجمن ضلع کے متعلق آپکی انجمن ہوگی۔

(۵) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی انجمن۔ انجمن ضلع ہو۔ تو آپ کون کون سی حدود کے اندر اور کسقدر عرصہ تک اپنی شاخیں قایم کرکے انکے ممبران کی تعداد اور رقم چندہ سے اطلاع دے سکتے ہیں۔

والسلام - محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مستورات کی پکار

رسالہ

صحت النساء

جو کہ ایک عالم نے ہندوستان کی عورتوں کی حالت درست کرنے کیلئے ہزارہا روپیہ خرچ کرکے صرف معزز پبلک میں مفت تقسیم کرنے کے لئے گیارہ لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر طیار کرایا ہے اسلئے نوٹس ہذا کا مطالعہ کرتے ہی جتنی جلدیں مناسب سمجھیں پتہ ذیل بالکل مفت منگا کر (جن پر محصول ڈاک بھی نند لال کی طرف سے ہوگا) فی خواندہ آدمی ایک کتاب بالکل مفت تقسیم کرکے دونوں جہانوں میں ثواب حاصل کریں۔

از جنرل منیجر لائبریری بک ایجنسی ایر انڈیا جگادھری

ضلع انبالہ (پنجاب)

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کے متعلق اس سال میں جس قدر تکلیف رہی ہے اس کا ذکر وقتاً فوقتاً الحکم میں ہوتا رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ کے ایک جگہ جمع کرنے اور حسب منشائے شریعت تقسیم کرنے کی تحریک پہلے پہل سال گذشتہ میں کیگئی تھی اور اس تحریک میں اس قدر کامیابی ہوئی اور جماعت نے اس قدر توجہ کی کہ اوسط آمد گذشتہ سال کے آخری چند مہینوں میں دو سو روپے سے بھی زائد رہی۔ چنانچہ اسی آمد کو خیال میں رکھکر اس سال اس مد کے منتظمین نے ابتدائے سال میں ہی اس کے خرچ کو دو سو روپیہ ماہوار کے قریب کر دیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کر دیا۔ جس میں مستقل خرچ ہی کوئی سوا سو یا ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب ہوگیا۔ مگر تین چار ماہ گذرنے کے بعد اس مد میں آمد کی اس قدر کمی ہوئی۔ کہ اخراجات کا ادا ہونا مشکل ہوگیا اور بعض لوگوں یا طالب علموں کے لئے اس مد سے وظائف مقرر کئے گئے تھے۔ ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ اسپر اخبار میں بار بار تحریک کی گئی مگر تین چار ماہ سے اسکی حالت وہی رہی ہے اور اس وقت نہ صرف یہ مد تین سو روپیہ سے زیادہ کی مقروض ہے بلکہ قریباً دو ماہ کا خرچ بھی اس وقت قابل ادائگی ہے جو اس مد میں روپیہ نہ ہونے کے سبب ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ تخفیف اخراجات کی بھی بہت کوشش کیجا رہی ہے مگر اسوقت تخفیف اخراجات بھی آسان کام نہیں۔ یہ واقعات میں نے صحیح صحیح لکھدیئے ہیں۔ کیونکہ جس قدر یہ واقعات صاحب نصاب احباب کے لئے باعث تحریک ہو سکتے ہیں۔ اس قدر میرے خالی الفاظ نہیں ہو سکتے بہت سے مساکین جن کی مدد کی جا رہی تھی۔ اس وقت تکلیف میں ہیں اور آئندہ جسقدر درخواستیں آتی ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگ مستحق امداد بھی ہوتے ہیں۔ مگر اسی تنگی کیوجہ سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ یہ رجب کا مبارک مہینہ ہے اور عموماً لوگ اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ فی الفور اپنی اپنی زکوٰۃ کے روپیہ کا حساب کر کے حسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرماویں اور کوپن میں اس امر کی تشریح کر دیں۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے تاکہ کسی اور مد میں جمع نہ ہو جاوے۔ اگر جملہ احباب توجہ فرماویں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں بھی تحریک کریں تو بہت جلدیہ تمام مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

خاکسار محمد علی۔ جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

احمدیہ انجمنوں کیلئے قواعد

یہ قواعد جن کے متعلق پہلے ہی احباب کو اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب چھپکر تیار ہیں۔ انجمنوں کا جلدی قائم ہو جانا از بس ضروری ہے خاصکر یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء تک بجٹ اخراجات سنہ ۱۹۰۶ء تیار ہو کر مختلف انجمنوں کے پاس بھیجا جائیگا۔ لہذا جہاں جہاں ضلعوں کی مد انجمنیں قایم ہونی ہوں چاہیئے کہ ایک ایک کاپی قواعد کی منگوا کر فی الفور انجمنیں قائم کریں اور مفصلات میں اپنی شاخیں قائم کرنیکا انتظام کریں اس معاملہ میں زیادہ التوا نہ ہونا چاہئے۔ میں دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ حضرت اقدس بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ یہ کام جلدی ہونا ضروری ہے جہاں جہاں احمدی احباب انجمنیں قائم کرنے کیلئے تیار ہوں وہ کاپی قواعد کی راقم سے طلب کریں۔ ضلع کی انجمنیں اگر خود ہی مفصلات میں کاپیاں بھیجنے کا انتظام کر سکتی ہوں تو زیادہ کاپیاں طلب کریں۔ ورنہ مفصلات کے احباب براہ راست کاپی قواعد کی طلب کر کے انجمنیں قایم کریں

المعلن خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان - ۸ اگست ۱۹۰۶ء

نوٹ۔ جہاں جہاں انجمنیں قائم ہونیکی اطلاع دفتر سکرٹری میں پہنچ چکی ہے وہاں بغیر طلب کرنیکے قواعد کی کاپیاں بھیجی جا چکی ہیں۔

واعظین کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ جماعت کی تعداد تو بہت بڑی ہے اور دن بدن ترقی بھی خدا کے فضل سے خوب ہو رہی ہے حالانکہ ہماری طرف سے کوئی واعظ بھی مقرر نہیں ہیں بلکہ خود ہی خدا تعالیٰ دلوں میں ڈال رہا ہے اور لوگ کثرت سے اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابتک اس اتنی بڑی جماعت میں کوئی ایسا انتظام نہیں ہوا جس سے وہ سب لوگ جو بیعت میں شامل ہو رہے ہیں اسکی اعانت میں بھی حصہ لیں اور نہ ہی ابتک کوئی ایسی تجویز ہوئی ہے جس سے ان لوگوں کو جو سلسلہ میں داخل ہوتے رہتے ہیں ان کے حالات سے پوری پوری آگاہی ہوتی رہے چنانچہ حضور کے اسی ارشاد کی تعمیل میں اس سال میں کئی دفعہ انجمنیں قائم کرنے کیلئے میں بھی تحریک کر چکا ہوں جسکی طرف بہت سے احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر کثیر حصہ جماعت کا ابھی خاموش ہے اسی غرض کیلئے اب قواعد بھی تجویز ہو کر چھپ گئے ہیں۔ جو ہر ایک مقام پر احمدی احباب کیخدمت میں طلب کرنے پر بھیجے جاویں گے تاکہ اس کے مطابق ہر ایک ضلع میں اور دیہات میں انجمنیں قایم ہوں جنکا باہمی تعلق ہو اور اسی طرح سے احباب کا باہمی تعلق اور تعارف بھی بڑھے اب اس پر عمل کر کے دکھانا ہمارے احباب کا کام ہے۔ میں تمام احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس کی یہ عین خواہش اور منشاء ہے۔ کہ اس قسم کا نظم سلسلہ میں قائم ہو کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جسقدر کام اشاعت اسلام کا اس سلسلہ نے شروع کر رکھا ہوا ہے اور جو روز بروز ترقی پر ہیں وہ کثیر اخراجات کو چاہتے ہیں اور اگر یہ نظم سلسلہ میں قایم ہو جاوے اور تمام احباب سے باقاعدہ چندہ وصول کیا جا یا کرے تو ایک ایسی کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے جو اسے دن کی تحریکوں سے مستغنی کر سکتی ہے یہ چندہ جیسا کہ حضرت اقدس بارہا فرما چکے ہیں کسی پر بوجھ کے طور پر نہیں ڈالا جاتا بلکہ طیب خاطر اور انشراح صدر سے جو شخص جو کچھ چاہے دے لیکن اگر تمام احباب سے چندہ وصول ہو تو تھوڑی تھوڑی سی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے اگر کچھ نہ کچھ اعانت کرنا ضروری ہے کیونکہ جبتک کوئی شخص سلسلہ کی اعانت نہیں کرتا اس کا سلسلہ میں شامل ہونا اس کے اپنے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتا بہر حال یہ ایک ضرورت ہے جسکو خود حضرت مسیح موعود نے محسوس فرمایا ہے آج ہی اسی امر کا ذکر درمیان میں تھا کہ جیسی کہ تجویز کیگئی تھی کہ ہر ضلع میں وہاں کی جماعت اپنے سارے ضلع میں انجمنیں قائم کرنے اور چندہ وصول کرنیکا انتظام کرے اس میں اکثر احباب ابتک سستی دکھا رہے ہیں اسپر حضرت اقدس نے یہ اشارہ فرمایا کہ خود ایسے واعظین مقرر کر کے مختلف ضلعوں میں بھیجدیئے جاویں جو ہر ایک ضلع میں دورہ کر کے چندوں کی وصولی کا مستقل انتظام کریں اور فرمایا کہ عام اعلان کر دیا جاوے کہ جو لوگ اس کام کے کرنیکے لئے تیار ہوں وہ اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں اسپر واعظین کیلئے فرمایا تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ دیانتدار ہوں دوم متقی ہوں اور اس قسم کی مشقت جو دورہ در دورہ کرنیمیں پیش آیگی برداشت کرنے کیلئے طیار ہوں تیسرے اس قدر علم رکھتے ہوں کہ وہ وعظ بھی کر سکیں چنانچہ اسی ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے تیار ہوں اور

[illegible]

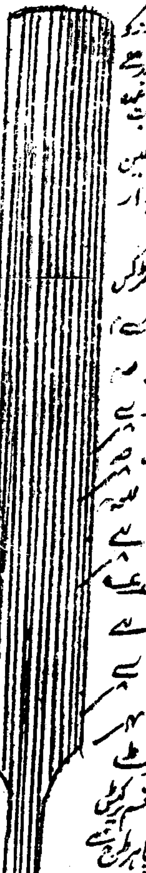
برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار رہتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔ المشتھر
حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ ھطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۲ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں۔ یقیناً مذہبی دُنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتھر
عبد العزیز جگد مبا پرشاد مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ۔ سیدھ رشیم دار کشمیر کی لکڑی کا۔ ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۷ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشم دار کشمیر کی لکڑی کا بنا ہوا۔ ۲ کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے بیچ کھیلنے کے لئے نہایت عمدہ
کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ٹکڑا اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی بہت مضبوط اور پائیدار
پریکٹس کھیلنے کے کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ
بچوں کے کرکٹ سٹمپ ۱۲-۱۳-۱۴ برس کی عمر والوں کے لئے ایک سیٹ کا ٹکس
ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سیٹ
وال سیٹ ایک سیٹ دو گیند ایک بال فی بکس
فٹبال عمدہ کارڈ ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ عہ بلیڈر
کرکٹ بال گیسٹ سواں نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے
دستانے بیچ
پرکٹس
کرکٹ دلس
فی کیا

المشتھر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ۔ کرکٹ وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میری خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کمر رجح بالائنین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی
ہیڈ ماسٹر اسکول سجانپور ریڑہ ضلع کانگڑہ

خوبصورت

خاکسار نے بڑی تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبو دار تیار کی ہے جس میں خوشبو دار عطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی چھپ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاوینگے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ تار بختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو ۱ تار فی روپیہ کے حساب سے۔ محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔
المشتھر
مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی الجنبی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲۵ من سیر پختہ ہوتا ہے قیمت در صورت اول فی من پختہ مبلغ ۶۰ روپیہ اور دوم میں مبلغ عنلہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے گنا پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔
مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

بھاگلپوری ٹسر اینڈ سلک کلاتھ

ناظرین کرام کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ ہمارے یہاں بھاگلپوری کپڑا ہر قسم کا ٹسری وغیرہ تیار ہوتا ہے جس صاحب کو ضرورت ہو مہربانی کر کے ایک پیسہ کا کارڈ لکھکر نمونہ منگا لیں ...
المشتھر
شیخ محبوب علی عبد اللہ تاجر پارچہ بھاگلپوری محلہ نرگہ ڈاکخانہ چمپا نگر ضلع بھاگلپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے



ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن
ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے